رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۲۹۶

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ایڈیٹر کمیٹر قاسم علی صحبی

بدر

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۹

مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ خلاف عدالت عالیہ لاہور کے سخت ریمارکس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق نکتہ چینی کو سخت قابلِ اعتراض قرار دیکر حذف کر دیا گیا

سشن جج نے غیر مناسب زبان استعمال کی۔ فیصلہ میں غیر متعلق باتیں داخل کر دیں!

واقعات صحیح طور پر بیان نہیں کئے۔ قادیان میں قانون شکنی اور قتل و غارت کے الزام لگانا بہت بڑی جسارت ہے!

لاہور ۱۱ نومبر۔ سر جسٹس کولڈ سٹریم نے آج مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے اس فیصلہ کے متعلق جو اس نے مولوی عطاء اللہ صاحب کے مقدمہ میں کیا تھا اپنا فیصلہ سنا دیا۔ فاضل جج نے فیصلہ کے متعلق بحیثیت مجموعی اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ فیصلہ ایسی زبان میں نہیں لکھا گیا جسے موزون اور مناسب کہا جا سکے۔ نیز اس رائے کا بھی اظہار کیا۔ کہ بعض ایسی باتیں فیصلہ میں آگئی ہیں۔ جو ہرگز فیصلے کا حصہ نہیں ہونی چاہیئے تھیں۔ فاضل جج نے اس بات پر زور دیا کہ فرقہ وارانہ مقدمات کے فیصلوں میں زبان خاص طور پر محتاط ہونی چاہیئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ وہی منافرت جس کے دبانے کے لئے مقدمہ چلایا گیا۔ ایسے فیصلہ سے اور زیادہ بڑھے۔ فاضل جج نے کہا۔ چونکہ حکومت کی طرف سے ہائی کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست سزا کے بڑھانے کی غرض سے نہیں کی گئی۔ اس لئے میرے لئے ممکن نہیں۔ کہ میں شہادتوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفصیلات میں جاکر واقعات پر تبصرہ کروں میرے اختیارات اس مقدمہ میں دفعہ ۵۶۱ کی تنگ حدود ہی میں محدود ہیں۔

اس دفعہ کے ماتحت قانونی بحث کرتے ہوئے فاضل جج نے یہ رائے ظاہر کی۔ کہ وہی جملے قلمزن ہو سکتے ہیں۔ جن کا اثر جج کی تجویز کردہ سزا پر نہ پڑے۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کو محسوس کیا کہ انصاف کا تقاضا ہے۔ کہ ایسے جملوں کے متعلق جو کہ اس دفعہ کے ماتحت حذف نہیں کئے جا سکتے۔ اپنی رائے ظاہر کر دی جائے۔

فاضل جج نے سب سے پہلے گورنمنٹ کی درخواست کے متعلق رائے کا اظہار کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا۔ کہ گورنمنٹ کے متعلق سشن جج کی نکتہ چینی بے محل اور غیر ضروری ہے۔ اگرچہ یہ جملے حذف نہیں کئے جا سکتے۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جائے۔ تو اس کا سزا پر اثر پڑے گا۔

جماعت احمدیہ کی درخواست کے متعلق فاضل جج نے اس رائے کا اظہار کیا۔ کہ اگرچہ اس میں درج شدہ پہلے تین جملے قلمزن تو نہیں کئے جا سکتے لیکن جج ان خیالات کو بہتر طرز پر ادا کر سکتا تھا۔ فاضل جج نے جماعت احمدیہ کے متعلق نوزائیدہ فرقہ کے الفاظ کو دلآزار اور غیر ضروری قرار دیا۔ فاضل جج کی رائے میں سشن جج نے فیصلہ میں واقعات کو صحیح طور پر بیان نہیں کیا۔ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کسی غیر احمدی کو نظام جماعت احمدیہ کی فرمانبرداری پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ صرف احمدیوں ہی پر قانون کے اندر رہ کر اخلاقی دباؤ حسب ضرورت ڈالا جاتا ہے۔ فاضل جج نے اسٹامپ کے متعلق بھی اظہار رائے کیا۔ عبدالکریم کے واقعات کے متعلق فاضل جج نے اس رائے کا اظہار کیا۔ کہ اس کی اپنی کرتوتیں ہی اس کی مشکلات کا باعث بنیں۔ فاضل جج نے فیصلے میں یہ بھی کہا۔ لفظ murder "قتل کی بیر کی"۔ کو حذف کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے ایسے شخص کی عزت پر حملہ ہوتا ہے جسے اپنی بریت ثابت کرنے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔

شہادت پر بحث کرتے ہوئے فاضل جج نے کہا۔ کہ مرزا صاحب (حضرت امیر المومنین) نے قاتل کے عمل قتل کی ہرگز تعریف نہیں کی۔ اگرچہ انہوں نے قاتل کے اس فعل کو بہ نظر استحسان دیکھا۔ کہ اس نے جان کو خطرہ میں ڈالکر بھی سچ کو نہیں چھوڑا۔ قادیان میں قانون تھا۔ اور قتل و غارت کے الزام کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ شہادت سے جو نتیجہ سشن جج نے اخذ کیا ہے وہ بہت بڑی جسارت ہے۔ اور بالکل ممکن ہے۔ کہ اگر اس کی بجائے کوئی اور جج ہوتا۔ تو وہ اور نتیجہ نکالتا۔ لیکن اس جملے کو برقرار رہنے دیا۔

فاضل جج نے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سشن جج کی نکتہ چینی کو سخت قابل اعتراض ٹھیرایا۔ اور حکم دیا۔ کہ اس حصہ کو فیصلہ سے حذف کر دیا جائے۔ "ٹانک وائن" وغیرہ کے ذکر کو بھی فاضل جج نے حذف کرنے کا حکم دیا۔

اسی طرح جہاں جہاں سشن جج نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عام مسلمانوں کے خلاف دشنام دہی کا الزام لگایا ہے ایسے سب جملوں کو حذف کر دیا۔

فیصلہ مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مشاورۃ ۳۵ء میں احباب کے مشورہ سے یہ فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ جن موصیوں نے جائداد کی وصیت کی ہوئی ہے۔ ان کی اس جائداد کی آمدنی کے علاوہ باقی ہر قسم کی دوسری آمدنیوں پر ان کو حصہ آمد ضرور ادا کرنا چاہیئے۔ یعنی ان کو ماہوار آمدنی کی وصیت بھی کرنی چاہیئے۔ اس وقت اس فیصلہ کو چھ ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن احباب نے اس فیصلہ کی تعمیل کی طرف توجہ نہیں کی۔ چونکہ اس فیصلہ کی تعمیل ضروری ہے۔ اس لئے ایسے احباب کو جلسہ سالانہ تک حصہ آمد کی وصیت کر دینی چاہیئے۔ ورنہ پھر ایسے موصیوں کے نام مجلس کارپرداز میں سرٹیفکیٹ کی منسوخی کے لئے پیش کر دیئے جائیں گے۔

(محمد سرور شاہ سکرٹری بہشتی مقبرہ ۱۱/۳۵)

قابل توجہ موصیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ الوصیت میں وصیت کو دو اخباروں میں شائع کرانا موصی کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن ۱۹۲۵ء سے پہلے کے موصیوں نے وصایا کو اخباروں میں شائع نہیں کیا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل ضروری ہے اور بغیر اس کے بعض دفعہ وصیت کا مال وصول کرنے میں دقتیں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ تمام موصیان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنی وصایا کو دو اخباروں میں شائع کرائیں۔

چونکہ یہ کام فرداً فرداً ہر شخص کے لئے مشکل ہے۔ اس لئے مجلس نے اس کے لئے عجائبی وصیت مقرر کر دیئے ہیں۔ پس ہر موصی عجائبی جلد سے جلد خزانہ صدر انجمن میں ارسال کر دیں تاکہ ان کی طرف سے اعلان کرایا جا سکے۔

جن موصیوں نے اس طرف توجہ نہ کی ان کے سرٹیفکیٹ منسوخ کر دیئے جائیں گے۔ اگر کسی نے اعلان کرایا ہوا ہو۔ تو ان اخباروں کا حوالہ ارسال کر دیں۔ فقط

والسلام

(محمد سرور شاہ سکرٹری بہشتی مقبرہ)

۱۱/۳۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۳۵ء نمبر ۲۹

احرار خدا تعالیٰ کے خوف سے کام لیتے ہوئے مباہلہ کی شرائط طے کریں!

بغیر شرائط طے کئے احرار کے قادیان آنے کی غرض مباہلہ نہیں بلکہ فساد کرنا ہوگی

اور اس کی ذمہ وار حکومت ہوگی یا احرار

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

احرار کوئی معین فیصلہ نہیں کرنا چاہتے

۳۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو میں نے ایک پوسٹر اور ٹریکٹ شائع کیا تھا۔ جس کا عنوان "مجلس احرار کا مباہلہ کے متعلق ناپسندیدہ رویہ" تھا۔ مجھے امید تھی۔ کہ اس اعلان کے بعد مجلس احرار اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کر کے سنجیدگی سے مباہلہ کی گفتگو کی طرف مائل ہوگی۔ مگر افسوس کہ میری امید کے خلاف مجلس احرار نے اپنے رویہ کو اور بھی ناخوشگوار بنالیا ہے۔ اور بجائے صحیح طریق اختیار کرنے کے تحریف سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔

میرا مضمون بالکل واضح تھا۔ میں نے لکھا تھا۔ کہ احرار نے اعلان کیا ہے۔ کہ انہیں میری سب شرائط منظور ہیں۔ اس اعلان کے مطابق انہیں میری سب باتوں کو جو اس بارہ میں شائع ہو چکی ہیں۔ تسلیم کرنا چاہیئے۔ اور ان باتوں میں سے بعض یہ ہیں:-

(۱) مباہلہ میں پانچ سو یا ہزار آدمی بہ تراضی فریقین شامل ہوں۔ یعنی دونوں طرف سے یا پانچ سو۔ یا ہزار آدمی برابر تعداد میں شامل ہوں۔

(۲) مقام مباہلہ لاہور یا گورداسپور ہو۔ لیکن بعد میں احرار کے اس مطالبہ پر کہ مقام مباہلہ قادیان ہو۔ میں نے لکھا۔ کہ اگر احرار کو لاہور یا گورداسپور پر کوئی خاص اعتراض ہو یا وہ قادیان میں اپنی شان دکھانا چاہتے ہوں۔ تو قادیان ہی میں مباہلہ کیا جا سکتا ہے۔

(۳) ایک کمیٹی دونوں فریق کی سب شرائط کو طے کرے۔ اور اس کے فیصلہ کے بعد۔

(۴) ایک تاریخ جو فیصلہ کے پندرہ دن بعد ہو۔ مباہلہ کے لئے مقرر کی جائے۔ میں نے اس امر پر روشنی ڈالی تھی۔ کہ خالی منظوری کے اعلان سے ان امور پر روشنی نہیں پڑتی۔ اور اس اعلان کی موجودگی میں یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ احرار نے میری سب شرطوں کو منظور کر لیا ہے۔ پس دونوں فریق کے نمائندے غیر معین شرائط کو معین کریں۔ اور تفصیلات کو طے کریں۔ اور پھر بہ تراضی فریقین مباہلہ کی تاریخ مقرر کی جائے۔ ورنہ خود ہی تاریخ مقرر کر دینا شرائط کو ماننا نہیں ان کی ہنسی اڑانا ہے۔ اس قدر واضح اعلان کے بعد بھی میں دیکھتا ہوں۔ کہ احرار صحیح طریق پر نہیں آتے اور نہ جماعت احمدیہ کے نمائندوں کے خطوط کا جواب دیتے ہیں۔ اور نہ اپنی طرف سے شرائط طے کرنے کے لئے نمائندے مقرر کرتے ہیں۔ بلکہ صرف "مجاہد" اخبار میں اعلان کرتے چلے جاتے ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ کوئی معین فیصلہ کرنا نہیں چاہتے۔

میرے اشتہار کے جواب میں مسٹر مظہر علی صاحب اظہر نے جو بیان "مجاہد" میں شائع کیا ہے۔ اور جو تقریریں انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے چنیوٹ میں کی ہیں۔ ان میں جو باتیں انہوں نے بیان کی ہیں وہ ذیل میں درج کر کے میں ان کا بھی جواب دے دیتا ہوں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ احرار کن ہتھیاروں پر آ گئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا شرائط کی منظوری اسی کا نام ہے

مسٹر مظہر علی صاحب نے چنیوٹ میں بیان کیا ہے کہ "میں نے قادیان جاکر کہا تھا۔ کہ مباہلہ قادیان میں ہونا چاہیئے۔ اور مرزا صاحب کی صداقت پر ہونا چاہیئے۔ اور مرزا محمود نے تسلیم کر لیا ہے۔" (مجاہد ۶ر نومبر صـ۲) اسی کے متعلق سید فیض الحسن صاحب سجادہ نشین آلو مہار نے بھی اپنی تقریر میں چنیوٹ میں کہا ہے کہ "مرزا محمود نے مجلس احرار کو چیلنج دیا ہے کہ آؤ مجھ سے مرزا کی نبوت پر قادیان آکر مباہلہ کرو۔ زعمائے احرار نے مرزا محمود کے اس چیلنج کو قبول کر لیا ہے۔" (مجاہد صـ۲) لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ میں نے چیلنج اس امر کا دیا تھا۔ کہ احرار جو یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرزا صاحب کے درجہ کو بڑھاتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتی ہے۔ اس پر لاہور یا گورداسپور میں مباہلہ کر لیں۔ اس پر مجھے معلوم ہوا کہ احرار نے کہا ہے۔ کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر بھی مباہلہ ہو۔ اور قادیان میں ہو۔ اس پر میں نے لکھا۔ کہ اگر صداقت پر بھی مباہلہ کرنا ہے۔ تو بے شک یہ مباہلہ بھی ہو۔ مگر یہ مباہلہ الگ ہو۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو بڑھا کر پیش کرنے کے الزام کے متعلق الگ مباہلہ ہو۔ اور قادیان کے متعلق لکھا۔ کہ اگر احرار کو لاہور یا گورداسپور پر کوئی خاص اعتراض ہے۔ تو وہ قادیان آسکتے ہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ چنیوٹ کی تقریر میں صدر احرار کانفرنس نے قطعًا غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

(۱) بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کے متعلق مباہلہ کے چیلنج کو میری طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ چیلنج احرار کی طرف سے تھا۔ اور شاید مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کو اپنے صدر کی تقریر یاد نہ تھی۔ کہ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ چیلنج خود انکی طرف سے تھا۔

(۲) صدر صاحب کہتے ہیں۔ کہ مرزا محمود نے قادیان آکر مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا ہے۔ حالانکہ میں نے لاہور یا گورداسپور کا چیلنج دیا تھا نہ کہ قادیان کا۔ اور اظہر صاحب نے اپنی تقریر میں اس کو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ تجویز خود ان کی طرف سے تھی۔

(۳) اظہر صاحب نے جہاں ان دو باتوں میں اپنے صدر صاحب کے بیان کی تلعی کھول دی ہے وہاں اپنی طرف سے ایک غلط بیانی زائد بھی کر دی ہے اور وہ یہ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ "میں نے کہا کہ مباہلہ قادیان میں ہونا چاہیئے۔ اور مرزا غلام احمدؑ کی صداقت پر ہونا چاہیئے۔ مرزا محمود نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ بے شک احرار قادیان میں ہی آکر ہم سے مباہلہ کر لیں۔"

اس فقرہ کو پڑھ کر ہر شخص یہی سمجھیگا۔ کہ گویا میں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مباہلہ قادیان میں ہونا چاہیئے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے متعلق ہی ہونا چاہیئے نہ کہ ہتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ قلبی ونفسی کے الزام کے متعلق جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ گویا میں نے اصل بنائے مباہلہ کو ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی اصل بنائے مباہلہ کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ اس کے برعکس میں نے تو یہ کہا تھا۔ کہ احرار اس لئے ہتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کے الزام کے متعلق مباہلہ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ کہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں میں سے تعلیم یافتہ طبقہ جانتا ہے کہ احرار کا یہ الزام کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ لیکن پھر بھی ہم احرار کے اس مطالبہ کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی مباہلہ ہو جائے۔ بشرطیکہ یہ مباہلہ پہلے مباہلہ کے علاوہ ہو اور اس کے لئے الگ پانچسو آدمیوں کی تعداد دونوں فریق کی طرف سے پیش کی جائے۔ لیکن لیڈر وہی ہوں۔ اب رہا مباہلہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا سوال

آس کے متعلق صدر احرار کانفرنس چنیوٹ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ

"۲۳ر نومبر کو زعمائے احرار اور ہزاروں مسلمان قادیان کے میدان مباہلہ میں پہنچ جائیں گے۔" (مجاہد ۶ر نومبر صـ۲)

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مباہلہ نہیں بلکہ ہنگامہ کرنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر بھی اپنے جواب میں کہتے ہیں "وہ پانچسو اور ہزار کی شرط خود مرزا صاحب کی عائد کردہ ہے۔ ہمارے نمائندے ہزار سے بھی بہت زیادہ ہونگے۔" (مجاہد ۵ر نومبر صـ۷)

ان الفاظ سے واضح ہے کہ میری بیان کردہ شرائط کو وہ صرف میرے لئے حجت قرار دیتے ہیں۔ اور خود اس پر کاربند ہونے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اخبار میں اعلان کرتے چلے جاتے ہیں۔ کہ انہیں میری سب شرائط منظور ہیں۔ اگر شرائط کی منظوری اسی کا نام ہے۔ تو کوئی خدا کا بندہ یہ بتائے کہ نامنظوری کسے کہتے ہیں۔

مباہلہ کرنے والوں کی فہرستیں

میں نے لکھا تھا۔ کہ ضروری ہے کہ شرائط کے تصفیہ کے ساتھ مباہلہ کرنے والوں کی فہرستیں بھی دی جائیں۔ تاکہ ان کے متعلق تحقیق کر لی جائے۔ اظہر صاحب کہتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بیمار ہو گیا۔ تو اس کا کیا علاج ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا علاج آسان ہے۔ اور وہ یہ کہ دس یا پندرہ فیصدی نام مطلوبہ تعداد سے زیادہ دیدیئے جائیں۔ اگر پانچسو میں سے یا ہزار میں سے جتنی تعداد کا بھی فیصلہ ہو۔ بعض لوگ نہ پہنچ سکیں۔ تو ان کی خالی جگہ زائد تعداد میں سے پُر کر لی جائے۔ ہاں اگر اظہر صاحب کو یہ خیال ہو۔ کہ شاید وہ پانچسو کا پانچسو ہی نہ پہنچ سکے۔ تو پھر کیا ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کے ساتھ خدا تعالےٰ کا یہ معاملہ ہو۔ کہ پندرہ فی صدی سے زائد آدمی ریزرو رکھ کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ان کے غیر حاضروں کی کمی پوری نہ ہو سکے۔ تو یہی سمجھا جائے گا۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس قوم کو مباہلہ سے بھی پہلے پکڑ لیا ہے۔ ورنہ دس پندرہ فی صدی کی اتنی تعداد ہے۔ کہ عام حالات میں اس قدر آدمیوں کا ایسے اہم کام کے لئے پختہ وعدہ کر کے نہ پہنچ سکنا ایک خلاف عقل بات ہے۔ اور یا تو وہ لوگ عذاب الٰہی میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے اس حد تک معذور ہو جائیں گے۔ یا پھر یہ سمجھا جائیگا۔ کہ دین کے لئے قربانی کرنے کا ان میں مادہ ہی نہیں۔ اور یہ خود ان کے باطل پر ہونے کا ایک ثبوت ہو گا شاید اظہر صاحب کو اپنا پہلا فقرہ یاد نہیں رہا۔ اسی لئے وہ ساتھ یہ فقرہ بھی لکھ گئے ہیں۔ کہ "ہم اپنی طرف سے ان کی ہزار کی شرط کو بھی منظور کر چکے ہیں"

(مجاہد ۵ر نومبر ص۷)

یہ عجیب لطیفہ ہے۔ کہ اپنی نسبت تو وہ لکھتے ہیں۔ کہ پانچسو یا ہزار کی شرط مرزا محمود کی عائد کردہ ہے۔ ہمارے نمائندے ہزار سے بھی بہت زیادہ ہوں گے۔ اور ہماری نسبت لکھتے ہیں۔ کہ ہم انہیں پانچسو یا ہزار کا پابند نہیں کرتے۔ بلکہ جس قدر آدمی ان کو مل سکیں وہ لے آئیں۔ جب دونوں فریق کو ہی انہوں نے اس شرط سے آزاد کر دیا۔ تو اس فقرہ کے معنے ہی کیا ہوئے۔ کہ اپنی طرف سے ہم ان کی ہزار کی شرط کو بھی منظور کر چکے ہیں۔ انہیں تو یہ لکھنا چاہیئے تھا۔ کہ ہم اس شرط کو دونوں فریق پر سے اڑا چکے ہیں

احرار کا تاریخ مباہلہ مقرر کرنا

میں نے اعتراض کیا تھا۔ کہ احرار کو ۲۳ر نومبر کی تاریخ مقرر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ ان کے اس اعلان کے بعد کہ انہیں میری سب شرائط منظور ہیں۔ میرے شائع کردہ اعلان کی روشنی میں یا تو تاریخ مقرر کرنے کا حق مجھے حاصل ہے یا دونوں فریق کو مجموعی طور پر۔ اس پر مسٹر مظہر علی صاحب اظہر لکھتے ہیں۔ کہ شاید مرزا صاحب کو بھول گیا ہے کہ وہ اپنے خطبہ مطبوعہ ۱۸ر اکتوبر میں کہہ چکے ہیں کہ

"خدا تعالےٰ نے ان (احرار) کی گردن پکڑی ہے۔ اس لئے کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اگر ہمت ہے تو سب کے سب آئیں"

اول تو اس فقرہ میں تحریف ہے۔ لیکن اسے درست سمجھ کر بھی میں ہر اردو دان شخص سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا کوئی اردو سے مس رکھنے والا شخص اس عبارت کے وہ معنے کر سکتا ہے جو اظہر صاحب نے کئے ہیں۔ میں نے یہ فقرہ اس موقعہ پر استعمال کیا تھا۔ کہ احرار باقاعدہ سب لیڈروں کی طرف سے مباہلہ کو منظور کرنے کی بجائے ایک شخص کو قادیان بھیج دیتے ہیں۔ جو اپنی طرف سے ایک اعلان کر دیتا ہے۔ کیوں نہیں سب کے سب جو میرے مخاطب ہیں اس کی منظوری کا اعلان کرتے۔ اس سے تاریخ کی تعیین کا حق احرار کو کہاں سے ملا۔

احرار کی دھینگا مشتی

لطف یہ ہے۔ کہ میرے جس خطبہ سے یہ فقرہ چنا گیا ہے اس کے آخر میں میرا یہ فقرہ بھی موجود ہے کہ:۔

"جب نہ کوئی تاریخ مقرر ہوئی ہے نہ شرائط طے ہوئے ہیں۔ تو احمدی فرار کیسے کر گئے فرار تو تب ہے کہ شرائط طے ہو جائیں وقت مقرر ہو جائے۔ اور پھر ایک فریق نہ آئے"

(الفضل ۸ر اکتوبر)

اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ میرے نزدیک شرائط کا طے ہونا۔ اور اس کے بعد وقت کا مقرر کیا جانا دونوں فریق کے اختیار میں رکھا گیا ہے۔ کہ جو چاہو شرط پیش کر دو اور جو چاہو وقت مقرر کر دو۔ جب میرے نزدیک اب تک شرائط ہی طے نہیں ہوئیں۔ تو میں تاریخ سے کس طرح اتفاق کر سکتا ہوں۔

اسی طرح میرے خطبہ مطبوعہ ۶ر اکتوبر میں لکھا ہے:۔

"جو شرائط احرار پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ پیش کریں۔ تاکہ جلد سے جلد مباہلہ کی تاریخ اور مقام کی تعیین کا اعلان کیا جا سکے"

ان فقرات کی موجودگی میں اور بغیر اس کے کہ زبان ان معنوں کی اجازت دیتی ہو۔ جو میرے مذکورہ بالا فقرہ سے مسٹر مظہر علی صاحب اظہر نے نکالے ہیں۔ احرار کے لئے یہ حق نکال لینا کہ وہ جو تاریخ چاہیں مقرر کر دیں۔ معقولیت نہیں بلکہ دھینگا مشتی ہے۔

احرار کی ٹال مٹول کی وجہ

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ احرار کا اس قسم کی ٹال مٹول سے مطلب کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ احرار کو اس سال قادیان میں کانفرنس کرنے سے حکومت نے روک دیا تھا۔ جب انہوں نے میرا چیلنج مباہلہ پڑھا۔ تو انہوں نے سوچا کہ مباہلہ تو خیر دیکھا جائے گا۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ہم حکومت سے برسرِ پیکار ہوئے بغیر قادیان میں کانفرنس کر لیں گے۔ کیونکہ مباہلہ کا چیلنج جماعت احمدیہ کی طرف سے ہے۔ اور ہم ان کے بلائے پر جائیں گے۔ حکومت ہم کو روکے گی نہیں۔ چنانچہ یہ امر دل میں رکھ کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ بغیر اس کے کہ شرائط تحریر میں آئیں۔ ہم مباہلہ کو منظور کر لیں۔ جب شرائط طے نہ ہوئی ہونگی۔ اور کئی باتیں عین موقعہ پر ایسی نکل آئیں گی۔ جن کی بناء پر مباہلہ سے انکار کیا جا سکے گا۔ ہاں اس بہانہ سے قادیان میں کانفرنس کا موقعہ مل جائے گا۔

تاریخ مباہلہ کے متعلق اس قدر عرصہ پہلے اعلان کرنے سے غرض یہ تھی۔ کہ اگر وہ میری شرط مانتے۔ کہ شرطیں طے ہونے کے بعد تاریخ مقرر کی جائے۔ اور پندرہ دن کی مہلت دی جائے۔ تو اس صورت میں اس عرصہ میں انہیں اپنا انتظام کرنا۔ اور ہنگامہ کے لئے لوگوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمع کرنا مشکل ہوتا۔ اب انہوں نے قریباً ڈیڑھ ماہ پہلے آپ ہی تاریخ مقرر کردی۔ تاکہ اس عرصہ میں لوگوں کو آمادہ کرکے کانفرنس کی تیاری کرلیں۔

یہ باتیں جو میں نے بیان کی ہیں ان کے مندرجہ ذیل ثبوت ہیں۔

(۱) احرار اپنی تمام تقریروں میں لوگوں کو ۲۳ر نومبر کے دن قادیان پہنچنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ اور عام تحریک کی جارہی ہے کہ لوگ اس دن ہزاروں کی تعداد میں قادیان پہونچیں۔

(۲) اس خیال سے کہ شاید بہت سے لوگ مباہلہ کے نام سے قادیان جانے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ اس امر کی بنیاد رکھی جارہی ہے۔ کہ ایک جماعت ایسی ہوگی۔ جو صرف مباہلہ کو دیکھنے آئے گی۔ چنانچہ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر اپنے جواب میں لکھتے ہیں۔ کہ

"مجلس مباہلہ کا انتظام جس طرح مرزا محمود فرمائیں ہمیں منظور ہوگا۔ فقط یہ احتیاط چاہیئے۔ کہ مباہلین کو دیکھنے والے لوگوں کی راہ میں روکاوٹ نہ ڈالی جائے"

(مجاہد ۵۔ نومبر ص۷)

اس عبارت سے اور احرار کی تقریروں سے جو وہ باہر کررہے ہیں صاف ظاہر ہے۔ کہ پبلک کے کچھ حصہ کو یہ کہکر قادیان آنیکی تحریک کی جارہی ہے۔ کہ وہاں چل کر مباہلہ دیکھنا تاکہ مباہلہ کی آڑ میں ایک بڑا اجتماع کرکے ممنوعہ کانفرنس کی جاسکے۔ بلکہ نظارہ بینوں کے لئے روک نہ ہونے کے مطالبہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت فساد کرنے کی صورت بھی مدنظر ہے؛

(۳) قادیان کے اردگرد کے دیہات میں احرار کی طرف سے لوگ جاکر لوگوں کو کہہ رہے ہیں۔ کہ ۲۳ر نومبر کو مباہلہ بھی ہوگا۔ اس دن لوگ مباہلہ دیکھنے کے لئے جمع ہوں۔ اس دیدار نمائی کی تحریک کے اس کے سوا کیا معنی ہوسکتے ہیں۔ کہ لوگ جمع ہوجائیں۔ اور کانفرنس کی جاکے اور ہوسکے۔ تو کچھ فساد بھی کھڑا کردیا جائے ورنہ مباہلہ میں نہ لمبی چوڑی تقریریں ہوتی ہیں۔ کہ ان کے سننے کے لئے لوگوں کو بلایا جارہا ہے۔ اور نہ وہاں کوئی تماشا ہوتا ہے کہ جس کے دیکھنے کے لئے علاقہ کے لوگوں کو جمع کیا جارہا ہے۔ مباہلہ ہوکر چھپ جائے گا۔ اور لوگوں کو خود حالات معلوم ہوجائیں گے۔

(۴) مگر ان سب دلائل سے بڑھ کر چوتھی دلیل وہ اشتہار ہے۔ جو "(مولانا) عنایت اللہ امیر مجلس احرار قادیان (ضلع گورداسپور)" کی طرف سے قادیان کے نواحی علاقہ میں شائع ہو رہا ہے۔ اس اشتہار میں چندہ کی اپیل کی گئی ہے۔ اور لکھا ہے کہ:۔

"پچھلے سال قادیان میں جو کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں نصف لاکھ کے قریب مسلمان جمع ہوئے تھے۔ حالانکہ کانفرنس کا پہلا سال تھا۔ اس سال انشاء اللہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان قادیان میں جمع ہونے والے ہیں"

اس اشتہار سے صاف ظاہر ہے کہ قادیان میں مباہلہ کے لئے نہیں بلکہ کانفرنس کے لئے احرار آرہے ہیں۔ اور یہ حد درجہ کی گری ہوئی بات ہے۔ کہ وہ مباہلہ اور ہماری دعوت اس رنگ میں استعمال کرنا چاہتے ہیں

احرار کی قادیان میں فساد پیدا کرنے کی نیت

غرض مذکورہ بالا باتوں سے ثابت ہے کہ احرار کی اصل غرض مباہلہ نہیں۔ بلکہ کانفرنس کا انعقاد ہے۔ اور قادیان میں مباہلہ ہونے پر اصرار بھی اسی وجہ سے ہے۔ مگر قادیان ہمارا مقدس مقام ہے۔ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد اس کو سب دنیا سے زیادہ عزیز جانتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کرسکتے۔ کہ اپنے ہاتھوں اسے فساد کی جگہ بنائیں۔ اسلام نے اس اصل کو تسلیم کیا ہے۔ کہ مقدس مقامات دوسرے لوگوں کی شرارتوں سے پاک رہنے چاہئیں پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم احرار کو کانفرنس کے انعقاد میں مدد دیں۔ اس لئے میں صاف لفظوں میں کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہم قادیان میں مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ مگر کانفرنس کیلئے نہیں اگر احرار کو فی الواقع مباہلہ منظور ہے۔ تو

(۱) شرائط طے کرلیں۔

(۲) پھر ایک تاریخ بہ تراضی طرفین مقرر ہو جائے۔ جس کی اطلاع حکومت کو بغرض انتظام دے دی جائے۔

(۳) اگر وہ قادیان میں مباہلہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو لوگوں کو جو عام دعوت انہوں نے دی ہے۔ اس کو عام اعلان کے ذریعہ سے واپس لے لیں۔

(۴) مجلس احرار ہمیں یہ تحریری وعدہ دے کر مباہلہ کے دن اور اس سے چار دن پہلے اور چار دن بعد کوئی اور جلسہ یا کانفرنس سوائے اس مجلس کے جو مباہلہ کے دن بغرض مباہلہ منعقد ہوگی۔ وہ منعقد نہیں کریں گے۔ اور نہ جلوس نکالیں گے۔ اور نہ کوئی تقریر کریں گے۔ اور یہ تحریر مجاہد میں بھی شائع کردی جائے۔

(۵) یہ کہ ان کی طرف سے مباہلہ کرنے والوں کے سوا جن کی فہرست ان کو پندرہ دن پہلے سے دینی ہوگی۔ کوئی شخص باہر سے نہ تحریری نہ زبانی بلایا جائے گا۔ نہ وہ (اس صورت میں کہ انہیں ہماری ضیافت منظور نہ ہو) کسی کی رہائش کا یا خوراک کا جماعتی حیثیت میں یا منفردانہ حیثیت میں مذکورہ بالا نو ایام میں انتظام کرینگے۔

(۶) مباہلہ کی جگہ پر مباہلہ کرنے والوں اور منتظمین اور پولیس کے سوا اور کسی کو جانے کی اجازت نہ ہوگی؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر وہ مذکورہ بالا باتوں پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو ہر حق پسند شخص تسلیم کرے گا کہ احرار کی نیت مباہلہ کی نہیں۔ بلکہ اس بہانے سے قادیان میں کانفرنس کرنے کی ہے۔ پس میں یہ واضح طور پر کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ اس صورت میں ہم قادیان میں نہیں۔ بلکہ گورداس پور یا لاہور میں مباہلہ کرینگے۔ وہاں وہ بے شک جسقدر آدمیوں کو چاہیں۔ بلالیں۔ گو اس صورت میں بھی مباہلہ کرنے والوں کے علاوہ دوسرے آدمیوں کو میدانِ مباہلہ میں آنے کی اجازت نہ ہوگی۔ میرے اس اعلان کے بعد بغیر شرائط طے کئے کے اور بغیر ایسی تاریخ کے مقرر کئے کے جو دونوں فریق کی رضامندی سے ہو۔ اگر احرار ۲۳ر نومبر یا اور کسی تاریخ کو قادیان آئیں۔ تو اس کی غرض محض کانفرنس ہوگی نہ کہ مباہلہ اور اس صورت میں اس کی ذمہ داری یا تو حکومت پر ہوگی یا احرار پر۔ جماعت احمدیہ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

ایک افتراء کی تردید

مباہلہ کے متعلق تو جو کچھ میں نے لکھنا تھا لکھ دیا ہے۔ مگر میں ایک اور افتراء کی بھی جو مظہر علی صاحب اظہر نے میری نسبت اور میرے بھائیوں کی نسبت کیا ہے۔ تردید ضروری سمجھتا ہوں۔ مسٹر اظہر صاحب نے اپنے جواب میں میرے خطبہ سے ایک فقرہ جو ذیل میں درج ہے نقل کیا ہے "تحریریں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہوں کسی اور احمدی کی نہ ہوں۔ کیونکہ اور احمدیوں سے بعض دفعہ غلطی بھی ہو جاتی ہے بہرحال دوسروں کی تحریر حجت نہیں ہو سکتی۔" (الفضل مطبوعہ ۶ر اکتوبر)

اس فقرہ کو نقل کر کے مسٹر مظہر علی صاحب اظہر لکھتے ہیں۔ کہ "اس عبارت میں مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ کہ ان کی اور ان کے بھائیوں اور متبعین کی تحریروں میں توہین رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور توہین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ موجود ہے۔ چونکہ مرزا صاحب نے اقبال جرم کر لیا ہے۔ اس لئے ہم نے انہیں مجبور نہیں کیا۔" (مجاہد ۵ر اکتوبر صفحہ ۳ کالم ۳)

میرا پہلا جواب تو اس کے متعلق یہ ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکذبین اور یہ کہ اگر اس عبارت سے یہ مطلب نکلتا ہو یا میرے دل میں کوئی ایسی بات ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میری اولاد پر ہو۔ اگر مسٹر مظہر علی صاحب میں کوئی تخم دیانت باقی ہے اور انہوں نے صحیح سمجھکر یہ فقرات لکھے ہیں۔ تو کیا وہ جرأت کریں گے کہ وہ بھی ایک اعلان کر دیں۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس فقرہ کا یہی مطلب ہے کہ مرزا محمود احمدؐ اور اس کے بھائی اور جماعت احمدیہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کیا کرتی ہے۔ اور اس میں اقبال جرم ہے۔ اور اگر میں اس بیان میں لوگوں کو دھوکا دیتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر لعنت نازل ہو۔ اظہر صاحب کیلئے اس قسم کی لعنت کا اعلان کرنا بڑی بات نہیں کیونکہ وہ جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر لعنت بھیجنا بھی کارِ ثواب سمجھا جاتا ہے۔ اگر اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے انہوں نے لعنت طلب کر لی۔ جس کا طلب کرنا اب ان پر واجب ہو گیا ہے۔ تو یہ انہیں زیادہ گراں نہیں گزرنا چاہیئے۔

مسٹر مظہر علی صاحب نے تحریف کی

دوسرا جواب میں یہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ اظہر صاحب نے اپنی سہولت کے لئے اس فقرہ میں تحریف کی ہے۔ میرا اصل فقرہ یہ ہے "اور احمدیوں سے بعض دفعہ غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ اور پھر ان کی غلطیوں کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن بہرحال دوسروں کی تحریر حجت نہیں ہو سکتی۔"

(الفضل مطبوعہ ۶ر اکتوبر)

ناظرین دیکھیں۔ کہ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر نے کس طرح تحریف سے کام لیا ہے۔ ایک نہایت ضروری فقرہ جو دو فقروں کے درمیان کا ہے۔ خاموشی سے اُڑا دیا ہے۔ قرآن کریم میں تحریف ماننے والے لوگوں کے لئے یہ کوئی عجیب بات نہیں لیکن پھر بھی اس طرح اخبار میں دوسرے کے کلام کو محرف کر کے پیش کرنا انتہا درجہ کی دلیری ہے ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ میرے مندرجہ بالا فقرہ نے اس امر کو واضح کر دیا ہے۔ کہ چونکہ ہر شخص اعلیٰ پایہ کا نہیں ہوتا۔ اگر کبھی اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ جماعت کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً جبکہ اس کا علم ہونے پر جماعت اس سے برأت ظاہر کر دے۔ اس سے یہ کہاں سے نکلا۔ کہ میں نے اقبال کر لیا ہے۔ کہ مجھ سے اور میرے بھائیوں سے اور دیگر احمدیوں سے نعوذ باللہ من ذالک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہوئی ہے۔ میں نے تو اپنے سابق اشتہار میں خدا تعالیٰ کی مؤکد بعذاب قسم کھائی تھی۔ کہ "رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الرسل اور سید ولد آدم تھے" کیا آپ کی ہتک کرنے والا شخص یہ قسم اور مؤکد بعذاب قسم کھا سکتا ہے۔ یہ تو میری قسم ہے۔ اس کے علاوہ مباہلہ کے جو الفاظ مباہلین کے لئے (جن میں میں میرے بھائی اور دوسرے احمدی شامل ہوں گے) میں نے تجویز کئے ہیں۔ اس عبارت پر مشتمل ہیں۔

"ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو۔ اگر ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کامل یقین نہ رکھتے ہوں۔ آپؐ کو خاتم النبیین نہ سمجھتے ہوں۔ آپؐ کو افضل الرسل یقین نہ کرتے ہوں اور قرآن کریم کو تمام دنیا کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آخری شریعت نہ سمجھتے ہوں۔" (الفضل ۶ر اکتوبر)

جب اس اخبار میں جس کا فقرہ اظہر صاحب نے نقل کیا ہے۔ یہ الفاظ موجود ہیں۔ جو مباہلہ کے وقت میں اور میرے بھائی اور دیگر احمدی کہیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو کس طرح کوئی عقلمند اس فقرہ کے یہ معنے کر سکتا ہے۔ کہ میں نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ہم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی ہے۔

دوسروں کی تحریروں میں غلطی کا امکان

میں نے جو بات کہی ہے۔ صرف یہ ہے۔ کہ ہر جماعت میں بعض لوگ جہالت کی وجہ سے یا بعض منافق جماعت کو بدنام کرنے کے لئے ایسے امور شائع کر دیتے ہیں۔ یا بیان کر دیتے ہیں۔ جو اس جماعت کے اعتقاد کے خلاف ہوتے ہیں۔ اگر جماعت کو اطلاع ہوتی ہے۔ تو وہ ان کی تردید کر دیتی ہے۔ پس چونکہ دوسروں کی بعض تحریروں میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ اِس لئے حجت صرف بانی سلسلہ کی تحریروں سے پکڑی جا سکتی ہے اور یہ ایسی بات نہیں جو جماعت احمدیہ سے مخصوص ہو۔ ہر جماعت کا یہی حال ہے۔ کوئی قوم بھی نہیں کہہ سکتی۔ کہ ہمارے ہر مصنف یا خطیب کی تحریر یا بات قابل قبول ہے۔ اور اس وجہ سے تمام فرقے قابل حجت صرف اپنے سلسلہ کے بانی کی کتب کو تسلیم کرتے ہیں۔ یا ایسے آئمہ کو جن کو وہ خالی از خطا سمجھتے ہوں۔ اور اس بحث میں نہیں پڑتے۔ کہ بعض اور قابل اعتبار علماء بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً مسلمان غیر قوموں سے بحث کے وقت صرف قرآن کریم پر انحصار رکھتے ہیں۔ دوسری سب کتب کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ صحیح ہونگی۔ تو تسلیم کریں گے ورنہ نہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب لیا جائے گا۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک سب بزرگوں نے جھوٹ بولا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) مثال کے طور پر یہ بات لے لیجئے۔ کہ مظہر علی صاحب جس فرقہ سے یعنی شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور سنی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی عیسائی ایک مسلمان پر یہ اعتراض کرے۔ کہ تمہارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو (نعوذ باللہ من ذالک) لوگوں سے ڈر کر خدا تعالیٰ کے احکام کو چھپا لیا کرتے تھے۔ اور اس کی تائید میں وہ اظہر صاحب کے ہم مذہبوں کی معتبر کتاب تفسیر صافی کا حوالہ صفحہ ۱۶۷ سے دے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب حضرت علیؓ کی ولائیت کے اعلان کا حکم ہوا۔ تو آپ نے نعوذ باللہ من ذالک لوگوں سے ڈر کر اس حکم کو چھپایا۔ تو اب بتائیں۔ کہ ایک مسلمان کے لئے اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ وہ کہے کہ اظہر صاحب یا ان کے ہم مذہبوں نے اگر غلطی کی ہو تو اسلام اس کا ذمہ وار نہیں ہمارے لئے تو قرآن کریم حجت ہے۔ اور وہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ انک لعلیٰ خلق عظیم کہ سب اعلیٰ اخلاق بہ حد کمال تیرے اندر پائے جاتے ہیں۔ پس قرآن کریم کی اس شہادت کے بعد ہم ایسی خرافات کو کب تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے خوف کھا کر احکام الٰہی کو چھپا لیتے تھے۔ خواہ یہ قول احرار کے سکرٹری کا مذہب ہو یا اس کی جماعت کا یا مثلاً اگر کوئی کینہ ور دشمن یہ اعتراض کرے۔ کہ مسلمانوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک قرآن کریم محرف و مبدل ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مجلس احرار کے سکرٹری مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کا جس فرقہ سے تعلق ہے انکی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ وغیرہم کو قرآن کریم بطور امانت دیا گیا تھا۔ حرفوہ و بدلوہ انہوں نے نعوذ باللہ من ذالک اس میں تحریف کر دی۔ اور اسے بدل دیا۔ جس کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ (نعوذ باللہ من ذالک) منافق ہو گئے تھے۔ لقد نا فقا قبل ذالک ردّا علی اللہ (فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۶۱ و صفحہ ۶۲) تو اب ایک غیرتمند مسلمان سوائے اس کے کیا کہہ سکتا ہے۔ کہ احرار کے سکرٹری کا یا اس کی جماعت کا خواہ کچھ مذہب ہو ہم پر قرآن کریم حجت ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ تو ایسی خرافات کو ہم غلط سمجھتے ہیں۔ اور اسی طرح جب قرآن کریم السابقون الاولون کی تعریف کرتا ہے۔ اور انہیں ہمارے لئے نمونہ قرار دیتا ہے۔ تو جو شخص انکو برا کہتا ہے وہ اسلام کے خلاف کہتا ہے اور چونکہ قرآن کریم کے سوا اور اس قول کے سوا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا اور کوئی قول مسلمانوں پر حجت نہیں۔ اس لئے ہم ان حوالوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ تو اب بتائیں کہ کیا اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ ایسا شخص سب آئمہ اسلام کو قرآن کریم کے خلاف چلنے والا کہتا ہے۔ بہرحال جب سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات کا ذکر ہوگا۔ تو حجت صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں ہونگی۔ باقی باتوں سے ہم اختلاف کر سکتے ہیں۔ پس جو کچھ میں نے لکھا۔ درست لکھا۔ اور اظہر صاحب کا اعلان محض فساد اور لوگوں کو بھڑکانے کی نیت سے ہے۔

آخر میں میں پھر مسلمانوں کے فہمیدہ طبقہ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ احرار کو مجبور کریں۔ کہ وہ شرائط کا تصفیہ کر کے مسلمہ فریقین تاریخ پر احمدیوں سے مباہلہ کریں۔ اور اس قسم کی اشتعال انگیزی اور غلط بیانی سے پرہیز کریں۔ جو انہوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ تا حق اور باطل میں فرق ہو۔ اور خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو۔

آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خاکسار

مرزا محمود احمدؐ (خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ)

۷ر نومبر ۱۹۳۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان سے کلکتہ تک کا سفر!

(نوشتہ الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ)

قادیان سے روانگی ایک وقت تھا کہ قادیان سے چلتے وقت راستہ کی گہرائی۔ ریت۔ پہلے یکہ پھر ٹمٹم بعد میں ٹانگہ اور آخر میں موٹر کے ہچکولے قدر عافیت معلوم کراتے تھے۔ مگر عشاق کی آنکھیں قادیان سے جاتے وقت پُر آب۔ دل آب حیات کے تازہ جام سے سرشار ہونے کے باعث زندہ ہوتا تھا۔ اس لئے وہ زیر و بم موسیقی کی الاپ صوفی کا ذکر بنجاتی اور اکثر یکہ میں بیٹھنے کا پتہ اوس وقت لگتا جبکہ یکہ بان پنجابی لہجہ میں ن اور ب کو موٹا کر کے کہتا سنبھلنا جی۔ یا یکہ کا پہیہ ایک طرف کو جھکتا یا یکہ بان ریت ہے جی جرا (ذرا) اوتر جانا، کہتا۔ اب دجال کا گدھا خادم بن کر مسیح کے دروازہ پر آچکا ہے۔ مگر اس نے خدمت کرتے وقت مجھے اوس راحت بھری تکلیف سے محروم کر دیا۔ جس کا اظہار الفاظ نہیں کر سکتے جس کا اعادہ اب ناممکن ہے ؎

جب تک ملے نہ تھے تو جدائی کا تھا خیال
اب یہ ملال ہے۔ کہ تمنا نکل گئی

ہاں قادیان سے چلتے وقت وہ رخصت کرنے والا سہ راہہ کنواں تو نہیں ملتا نہ نہر کا پل دکھائی دیتا ہے۔ مگر منارۃ المسیح کی بلندی قادیان کی عظمت اور قادیانیوں کے چار دانگ عالم کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے مقصد کی یاد دلاتی ہے اور ایک مبلغ کا روانہ ہوتا اُسے اپنی ہستی کی اصل غرض کی طرف متوجہ کرتا ہے :۔

"میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

بٹالہ و امرتسر قادیان کا پہلا بٹالہ سے بہت تعلق تھا۔ اور بٹالہ شریف، شریف کہنے والوں کے درمیان مولوی بٹالوی کسی وقت قادیان سے اس قدر اخلاص رکھتا تھا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "اس شخص کو ہم سے اس قدر اخلاص تھا کہ نیا مکان بنا کر ہم سے درخواست کی کہ وہاں جا کر نماز پڑھ کے دُعا کر دیں"۔ مگر بدقسمتی نے اوسے برکت لینے سے محروم کر دیا۔ اور بٹالہ نے اس وقت تک بدقسمتی کا سخت نمونہ دکھایا ہے۔ سبّاب المسلمین اور احرار چوکڑی نے مخالفت میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اور قادیان کے قرب سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ کسی وقت بٹالہ قادیان کی راستہ پیمائی ہفتہ میں دو مرتبہ میرے حصہ میں بھی آئی تھی۔ مگر ۱/۲ سال کے استغفار نے آدم کو پھر جنت میں داخل کیا۔ اور میرے نکالنے والے خود قادیان سے باہر گئے۔ فالحمد للہ۔ (ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا) بٹالہ کے بعد قادیان کے قریب امرتسر ہے اور بٹالہ شریف کے مخالف مکفر کے بعد شری دربار صاحب کے امرتسر کا مکذب دنیا کو قادیان کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اپنی تکذیب و مخالفت کے باعث مولوی ثناء اللہ صاحب کئی اللہ کے بندوں کی ہدایت کا موجب ہو چکا ہے امرتسر میں ایک مرتبہ مولوی ثناء اللہ کے لشکر طلبا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کی ہتک کی۔ مگر اوس وقت ایک شخص نے حضور کو مخاطب کر کے السلام علیکم کہا اور عرض کیا۔ یا حضرت! یہ وہ سلام ہے۔ جو رسول کریم صلعم نے حضور کو پہنچانے کا ارشاد فرمایا تھا" مسیح پاک نے ارشاد فرمایا "یہ سلام معمولی نہیں اس میں پیشگوئی ہے کہ لوگ مسیح کو گزند پہنچانا چاہیں گے مگر خوشخبری دی جاتی ہے اللہ اوسے سلامت رکھے گا"

اسی امرتسر (تالاب) میں کورو پانڈو کے اٹھارہ روزہ جنگ کی طرح جو تھانے سر۔۔۔۔۔۔ میں ہوا تھا۔ جس میں کرشن جی پانڈو کے طرفدار تھے۔ آل محمدؐ و آل یعنی اسلام و دجال کے درمیان جنگ مقدس ہوئے اور اندھے کوروؤں کی طرح زرد پانڈو کے ساتھ رزد پوش کرشن ثانی کی مدد سے کانے دجال کو بینچا دیکھنا اور آتھم کو دریودھن کی طرح موت کا پیالہ پینا پڑا۔ امرتسر پلیٹ فارم نے یہ سب کچھ یاد دلایا۔

راستہ لاہور میں مختصر قیام کے دو دن میں صرف اپنے مخلص بھائی ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم امرت سری کی یادگار پیارے عبدالحمید اڈیٹر سن رائز اور با اخلاق بامروت اپنے فن میں ماہر مخلوق کے ہمدرد ہر دل عزیز ڈاکٹر بشیر سے اور مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے بنے ہوئے اخویم منشی موئے وجناب محبوب عالم و ملک خدا بخش اور تعلیم یافتہ خاندان کے باپ ملک کرم الٰہی صاحب سے ملکر اوس جگہ کا راستہ لیا جہاں آوازیں کہتی ہیں قلی قلی۔ چل اور جلدی کر۔ یہاں جگہ نہیں آگے خالی ہے۔ لے تیرے باپ کی جگہ ہے گاڑی چلنے لگی دوڑ دوڑ۔ اور اونگھتے ہوئے جھومتے ہوئے ہلتے ہوئے دوسروں کے مقابل آرام کی جگہ پا کر لاہور اور لاہور کے اسٹیشن امرتسر اور امرتسر کے اسٹیشن جالندھر سے پرے کپورتھلہ اور پھگواڑہ اور پھر دار البیعت اور باب اللہ کی جگہ لدھیانہ اس کے بعد راجپورا اور پٹیالہ سے تعلق رکھنے والے واقعات کی یاد کا تاریخ احمدیت کی کتاب سے عالم تصور میں مطالعہ کرتے ہوئے انبالہ۔ سہارنپور لاہور سے گزر کر بریلی آگئی یہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رضائی دوکان احمدیوں کا مقاطعہ اور بریلی والی ذاتی یاد نے (میری مرحومہ بیوی کا وطن) دل میں اک درد اُٹھا آنکھوں میں آنسو آئے بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانے کیا یاد آیا

کا عملی نقشہ کھینچ دیا۔ شاہجہان پور نے حضرت مختار کی ناراضگی سے ڈرا دیا۔ شاہ آباد آنجہانی نے حضرت مسیح پاک کے مرحوم خادم مولوی حکیم انوار حسین کی یاد دلائی۔ لکھنؤ نے احباب کا خیال دلایا۔ مگر احمدیت کی مخالفت کے اس نئے مرحلہ پر احرار اڈے سے خاموشی کے ساتھ گذرتے ہوئے راستہ کے کل دوستوں کے لئے اللہ سے خیر طلب کی۔ اور کیول۔ منگھیر۔ جاگلپور کی طرف دیکھنے کے بعد فورٹ ولیم کے شہر میں آکر دم لیا۔ افسوس کہ جس راستہ سے یہ گاڑی گذرتی ہے اوس میں لکھنؤ اور کلکتہ کے درمیان لوائے مہدی کے نیچے پناہ لینے والی سعید ارواح تھیں۔ اور یہ سعادت کب کسکے ہاتھ پر اللہ کے بندوں کو حاصل ہوگی۔ خدا جانتا ہے۔ مگر کوشش ہمارا فرض ہے۔

کلکتہ میں قیام

کلکتہ اسٹیشن پر احباب جماعت مولوی حکیم ابو طاہر محمود امیر جماعت کی معیت میں پلیٹ فارم کی زینت تھے۔ یہاں کی جماعت میں جنیوٹ کے دوست زیادہ ہیں۔ اور بنگال میں پنجاب کا منظر ہے۔ ایک دن ٹھہرنا صرف اس لئے ہوا۔ کہ تصویر کے لیمپ کے ذریعہ قادیان کی تصویر مشرقی بنگال کو دکھلانے کے لئے کچھ سامان خریدنا تھا۔ احباب سے ملاقات بھی ہوئی۔ اور کلکتہ کا سابقہ قیام یاد کرتے ہوئے بازار کا شنبھو یاد آگیا۔ یہ ایک بیل تھا۔ جس کے مالک نے اُسے ایسا سدھایا تھا۔ کہ وہ اشارہ پر آگے بڑھتا اور مالک کا منہ جدہر دیکھتا وہیں جاکر اپنا منہ رکھ دیتا۔ شنبھو نے جوشیو جی کے بیل "نندی گھن"

کی نقل تھا مسیح موعود کے خادم کو بھی سلام کیا۔ اور افسر بادلی تھی۔ اس لئے کلکتہ کے عجائبات میں سے مقدس بنگالی بیل مجھے یاد رہا اور کالی مندر کی قربانی موقوف کرانے والے ستیہ گرہی بنگالی کو پنڈت مالویہ جی نے مولوی جی کے دوران قیام میں ہی منوالیا اور گو پجاری نے تو نہ مانے مگر روزہ ٹوٹ گیا۔ عجیب بات ہے کہ بنگال کا مشہور ہندو پرہنس رام کرشنا جن کے مشن کی شاخیں ہندوستان اور اس کے باہر بھی ہیں۔ اس کالی خون آشام دیوی کے مندر میں گیان و معرفت پانے کا مدعی ہے۔ اور قربانی کے خلاف ایک لفظ نہیں کہتا۔ بنگال کا نوجوان خون خوار کالی کی پرستش میں ملک کی نجات دیکھتا ہے اور درگا پوجا کو دسہرہ پر ترجیح دے کر اول الذکر کو شان سے جوش سے مناتا ہے۔ یہاں تک کہ پوجا اس ملک کا بلا امتیاز مذہب و ملت ایک قسم کا قومی تیوہار بن گیا ہے۔ ان دنوں خوب رونق اور خوب تجارت ہوتی ہے جس کے مشاہدہ کرنے کا اتفاق مل گیا اور کلکتہ چھوڑ برہمن بڑیہ جاتے وقت پنجابی مثال مونج بگڑا اور دیوی کے درشن یاد آگئی۔ احباب و ترقی جماعت کے لئے دعا کرکے ۸ اکتوبر کو ڈیڑھ بجے میل سے منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا۔

اسلامی مہر

مقدار مہر

ابو سلمہ کا بیان ہے۔ کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ سے دریافت کیا کہ نبی صلعم کا مہر کتنا تھا۔ فرمایا حضورؐ کا مہر اپنی بیویوں کے لئے ۱۲ اوقیہ اور نش تھا" یعنے پانچ سو درہم جس کے قریباً سو روپے ہوئے۔ اس مقدار مہر کا آج کے مقدار مہر سے مقابلہ کرو۔ جو ہندوستان میں جاری ہے۔ جس کی تقلیل خاندان کی تذلیل سمجھی جاتی ہے۔ لیکن کیا کوئی خاندان اسلام خاندان ابوبکر صدیق رضؓ سے زیادہ شریف اور افضل ہوسکتا ہے۔ یا کوئی مسلمان لڑکی صدیقہ کبریٰ رضؓ سے زیادہ گراں پایہ ہے"

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ (پہلے) آپ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ وہ زمین حبشہ میں انتقال کر گئے تو نجاشی نے آپ کو نبی صلعم کی زوجیت میں دیدیا اور (حضورؐ سے استفسار کئے بغیر) آپ کا مہر چار ہزار درہم مقرر کر دیا۔ اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں خرجیل بن حسنہ (نامی شخص) کے ساتھ آپکو بھیجدیا۔

جناب سرور کائناتؐ کی دختر حضرت فاطمہ زہراؓ جن کی عمر ۱۵ سال پانچ ماہ کی تھی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ نے اپنی شادی کی درخواست پیش کی تو حضور صلعم نے حضرت فاطمہ رضؓ کی مرضی دریافت کی آپؓ خاموش رہیں۔

اس کے بعد آنحضرت صلعم نے حضرت علی رضؓ سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ کچھ نہیں۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد کیا۔ کہ وہ حطیتہ زرہ کیا ہوئی۔ مولانا نے کہا۔ وہ زرہ موجود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا بس وہ کافی ہے۔ حضرت علی رضؓ نے اس زرہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ ۴۸۰ درہم پر فروخت کرکے اس کی قیمت حضور اقدس کے سامنے پیش کی۔ آنحضرت صلعم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ کہ بازار سے خوشبو لائیں اور مہاجرین و انصار کو مسجد میں جمع کیا اور خود سرکار دو عالمؐ نے خطبہ پڑھا۔ اور منجانب حضرت خاتون جنتؓ ولی کی حیثیت سے خود مراتب ایجاب و قبول انجام دیئے۔ اس کے بعد چھوہارے تقسیم کئے گئے۔ نکاح کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر کے کاموں کے ذمہ وار تھے۔ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اندر کے اہتمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں معروف نہیں۔ نکاح کے بعد خاتون جنت کو ام المومنین کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھیجدیا۔

جہیز

حضرت نبی کریم کی جگر گوشہ حضرت فاطمہ زہراؓ کے جہیز میں صرف دو بازو بند نقرئی ایک چادر جو سارے بدن کے لائق نہ تھی۔ بان کی چارپائی چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے۔ ایک چھاگل۔ دو مٹی کے گھڑے ایک مشک دو چکیاں۔ موٹے کتان کی دو ہنائیاں۔

یہ شہنشاہ دو عالم نے جناب سیدہؓ کو جہیز دیا تھا۔ جناب خاتون جنت اُن بی بی صاحب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی دختر نیک اختر تھیں۔ جن کی تجارت کی وسعت و سرمایہ تمام قریش کے تجار کے برابر تھا۔ حضرت خدیجہ کے اس سرمایہ کو مسلمانوں پر صرف کر دیا گیا تھا۔ اور اپنی بیٹی کے لئے نہیں رہا تھا۔

مبارک باد

دولھا کو مبارکباد دینا مستحب ہے جو شخص اس کے پاس آوے تو یوں کہے۔

بارك الله لك وبارك عليك وجمع بينكما في خير } اور تجھ پر برکت کرے اللہ اور تم دونوں کا خیر کے ساتھ اتفاق کرے۔

جناب ربیع بنت معوذ رضؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلعم میرے پاس شب زفاف کی صبح تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے ہماری چند لونڈیاں اپنے اپنے دف بجاتی تھیں اور جو لوگ میرے خاندان کے بدر میں شہید ہو گئے تھے ان کا ذکر کر رہی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک نے ان میں سے کہا کہ ہم میں وہ نبیؐ ہیں کہ جو بات کل ہوگی اُس کو جانتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے اس کو فرمایا۔ کہ اس بات سے خاموش رہو۔ اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہہ ؛ (ماخوذ)

پیغمبر اسلام کی سیرت کا اثر!

(از مہاتما گاندھی)

اسلام "سچ دھرما" یعنے دین حق کی ایک آواز ہے۔ اور جب اسلام کی شان و رفعت اوج پر تھی دنیا اوس کے کمالات کی معترف ہو گئی۔

جب مغرب تاریکی و جہالت میں گم ہو گیا تھا مشرق کے افق پر ایک ستارۂ نور طلوع ہوا اور بے چین و مضطرب دنیا کے لئے روحانی آسودگی کا نقیب بن کر آیا۔ اسلام کوئی جھوٹا مذہب نہیں ہے ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس مذہب کا پورے عقیدہ کے ساتھ مطالعہ کریں۔ وہ بھی میری طرح اس سے محبت کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

میں نے پیغمبر اسلام اور آپ کے صحابۂ کرام کی زندگی کا بھی بغور مطالعہ کیا ہے۔ جب تذکرۂ رسول کی دوسری جلد ختم ہو گئی۔ تو مجھے بڑا افسوس ہوا۔ کہ اب اس زبردست شخصیت کی سیرت کے متعلق میں مزید مطالعہ نہیں کر سکتا۔ زیادہ پڑھنا چاہتا تھا۔ لیکن آرزو دل کی دل میں رہ گئی۔ بہرکیف میں نے اسلام کے متعلق جس قدر بھی مطالعہ کیا ہے اس سے مجھے پختہ یقین ہو گیا ہے۔ کہ اسلام کی ترقی واشاعت میں تلوار ہرگز کام نہیں کر رہی تھی۔ بلکہ اس کی تعلیم اور تجربہ تھا۔ جس نے اس عہد کی زندگی میں اسلام کی ضرورت کو تسلیم کرا لیا۔ سب سے زیادہ جس چیز نے اثر کیا۔ وہ حضرت محمدؐ کی ذات ہے۔ کس قدر سادگی ہے۔ اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں گم کر کے آپ نے کیسا عملی پروگرام دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اخلاق عامہ۔ ہمدردی بنی نوع انسان۔ احباب و متعلقین کے ساتھ آپ کی گہری محبت و مودت۔ بے خوفی۔ خدا ترسی۔ بھروسہ اور اپنا کامیاب مشن ایسی چیزیں ہیں جنہوں نے اسلام کو دنیا کی نظروں میں وقیع بنا دیا۔ اور پیغمبر اسلام کی خوبیوں اور کمالات و احسان کا ہر ایک قائل ہو گیا۔ صرف اور صرف یہی چیزیں تھیں نہ کہ شمشیر جس نے دنیا کی ہر مشکل پر عبور حاصل کر کے اسلام کا پرچم لہرا دیا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ جنوبی افریقہ کے یورپین لوگ جنوبی افریقہ میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے خیال اور تصور سے بہت خوفزدہ ہیں۔ اسلام وہ مذہب ہے جس نے دنیا کو تہذیب اور عملی کلچر کا نصب العین سمجھایا۔ جس نے اندلس و اسپین میں یورپی تمدن کو سنوارا اور جس نے مراکش سے لے کر پیرس تک شمع علم روشن کر دی۔ اور جس نے سارے جہان کو اخوت اور بھائی چارہ کی عملی تعلیم دی۔ کیا جنوبی افریقہ کے یورپین ایسے مذہب سے ڈرتے ہیں۔ ہاں ضرور ڈرتے ہوں گے۔ کیونکہ انہیں یہ خدشہ ہے۔ کہ اگر اس ملک میں اسلام پھیل گیا۔ تو وہاں کی سیاہ فام آبادی گوری قوموں سے مساوات کی طالب ہو گی۔ اور سفید فام لوگوں کی شہنشاہیت دب جائے گی۔ واقعی ان کا خوف بجا ہے۔ ان کو یقین ہے۔ کہ اسلام رنگ و نسل کے امتیاز کو قطعی مٹا دے گا۔ اور جنوبی افریقہ میں یورپین آبادی کے مظالم ختم ہو جائیں گے۔ اور ہر جگہ باہمی مساوات و اخوت کا دور دورہ ہو جائے گا۔ میں نے خود دیکھا ہے۔ کہ اگر ایک زولو حبشی، عیسائی ہو جائے۔ تو تب بھی وہ عیسائیوں کے ساتھ مل جل نہیں سکتا۔ نہ ان کے ساتھ کھا سکتا ہے۔ نہ عملی طور پر وہ مسیحی بھیڑوں کے گلہ میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس اچھوت پن کو عیسائیت دور نہیں کر سکتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دور کر سکتا ہے تو صرف اسلام ہی دور کر سکتا ہے کیونکہ جونہی ایک حبشی یا کوئی اور کم درجہ کا آدمی مسلمان ہو جاتا ہے۔ تو اس کی رفعت کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ وہ بڑے سے بڑے مسلمان کے ساتھ بیٹھ کر کھا سکتا ہے۔ اور عبادت کر سکتا ہے۔ اس کا نمونہ عیسائیت اور یورپین شہنشاہیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور اسی لئے جنوبی افریقہ میں یورپین آبادی اسلام کی اشاعت و ترقی سے لرزتی ہے۔ مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی۔ پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا جلوہ "تاریک براعظم" (افریقہ) میں ضرور پہنچے گا۔ (پیشوا دہلی)

احرار کی شرارت اور دھوکہ دہی

۲۳ نومبر کو قادیان میں کوئی مباہلہ نہیں ہوگا

جیسا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اشتہار مورخہ ۷ نومبر ۳۵ء میں بدلائل واضح کیا گیا ہے۔ احرار مباہلہ کے نام کو ایک آڑ بنا کر قادیان میں اپنے ممنوعہ جلسہ کا انعقاد کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ کہ قادیان میں ۲۳ نومبر کو مباہلہ ہوگا۔ حالانکہ ابھی تک مباہلہ کی شرائط اور تاریخ وغیرہ کے متعلق احرار نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اور نہ وہ کسی تصفیہ کے لئے تیار معلوم ہوتے ہیں اور چونکہ ہماری پیش کردہ شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ شرائط کے تصفیہ کے کم از کم پندرہ دن بعد مباہلہ ہوگا۔ اس لئے بہرحال ۲۳ نومبر کی تاریخ غلط ہے۔ کیونکہ آج ۱۱[1] نومبر ہو چکی ہے اور ابھی تک کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔ اس لئے بہرحال ۲۳ نومبر کو کوئی مباہلہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر باوجود اس کے احرار مباہلہ کی آڑ میں ۲۳ نومبر کو قادیان میں ہجوم کر کے آنا چاہیں۔ تو سوائے اس کے کہ کسی مزید اعلان کے ذریعہ مرکز کی طرف سے روک دیا جائے اس دن احمدی احباب کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان پہنچ جانا چاہیئے۔ لیکن اگر احرار نہ آئیں۔ تو چونکہ ۲۳ نومبر کو کوئی مباہلہ نہیں ہوگا۔ اس لئے اس صورت میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ کا مفصل فیصلہ

سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق آنریبل جسٹس کولڈسٹریم نے جو فیصلہ دیا ہے۔ اس کا خلاصہ اس پرچہ میں درج ہے۔ مفصل فیصلہ انشاء اللہ العزیز بہت جلد فاروق میں شائع کیا جائے گا۔ چونکہ احرار نے سشن جج کے فیصلہ کو لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا۔ اس لئے اس کے بد اثر کو زائل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ احباب جماعت ہر اس شخص تک عدالت عالیہ کے اس فیصلہ کو پہنچائیں۔ جس نے سشن جج کا فیصلہ پڑھا یا سنا۔ اور جس قدر تعداد میں اس پرچہ کی ضرورت ہو۔ اس سے بواپسی ڈاک دفتر فاروق کو مطلع فرمائیں کیونکہ یہ پرچہ اسی قدر تعداد میں شائع کیا جائے گا جس قدر درخواستیں موصول ہو چکی ہونگی۔ (مینیجر)

نوٹ۔ قیمت فی پرچہ معہ محصول ڈاک صرف ۰۲/ ہوگی۔ خریداروں کو مفت پہنچے گا:

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم ہدایات مقامی جماعت احمدیہ کو

قادیان ۱۲ نومبر۔ آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے درس القرآن کے موقعہ پر ایک تقریر فرمائی جس میں اول سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق ہائی کورٹ کے ریمارکس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سشن جج کے فیصلہ کے متعلق ہمارا کام ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ اب شروع ہوا ہے ہم اسوقت تک انتظار کر رہے تھے کہ حکومت اس کے متعلق کیا کارروائی کرتی ہے اور حکومت کا قانون اسکے متعلق کیا رویہ اختیار کرتا ہے اب جبکہ ہائیکورٹ اسکے متعلق اپنا فیصلہ دے چکی ہے ہماری جماعت کیلئے وقت آگیا ہے کہ اس بارے میں جن قربانیوں کی ضرورت ہے وہ پیش کرے۔ اس کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک رویا سنایا جس میں حضور کا ذکر کرتے ہوئے احرار کے فتنہ اور حکومت کے رویہ کیطرف اشارہ ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قادیان کے احمدیوں کو اس موقعہ پر خاص سعی اور کوشش سے کام لینے پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہوگی۔ اسی سلسلہ میں حضور نے احرار کی قادیان میں بہ نیت فتنہ و فساد اجتماع کی تیاری اور حکومت کی خاموشی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک آدھ دن کے اندر اندر تمام احمدیوں کی جو ۱۵ سال کی عمر سے لیکر چلنے پھرنے کی طاقت رکھنے والے ہوں دشمن کے شر کا مقابلہ کرنیکے لئے تنظیم کرنی چاہیئے۔ تاکہ ضرورت کے وقت وہ عمدگی سے کام کر سکیں۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں طبع ہو کر دفتر فاروق قادیان سے شائع کیا)

[1] بلکہ ۱۴ نومبر تک بھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا (ایڈیٹر)